AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مظاہرِ کائنات کا حسن وجمال ذریعہ معرفتِ الٰہی اور حسنِ عمل---ایک تجزیاتی مطالعہ

Doctor Muhammad Aslam Khan
Professor Department of Islamic studies Qurtuba university D.i.khan
Attiq Ur Rehman
Lecturer Islamic studies Qurtuba University Di.khan
Muti Ullah
Ph.D scholor Beijing University China
Muhammad Najam Ul Arifin
Lecturer Islamic Studies Daraban College

تعارف

معرفتِ الٰہی اور حسنِ عمل کی بجا آوری کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرف کثیر تعداد میں انبیاءؑ مبعوث فرمائے۔ اور ان پر مقدس آسمانی کتابیں اور صحائف نازل کئے۔ اور قرآن وحدیث اور تاریخ کے حوالے سے دنیا میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں پائی جاتی، جس کے پاس اللہ تعالیٰ نے نبی مبعوث نہ فرمایا ہو، جن کا خاتم ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

بنی نوع انسان کے لیے معرفتِ الٰہی کے حصول اور حسنِ عمل اختیار کرنے کی خاطر قرآن وحدیث میں مختلف عنوانات کے ذریعے بیان موجود ہے۔ ان ہی عنوانات میں **مظاہرِ کائنات** کا حسن جمال بھی ہے۔ جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر مکمل رہنمائی کی گئی ہے۔

معرفتِ الٰہی سے مراد اللہ تعالیٰ کی پہچان، شناخت اور خدا شناسی ہے۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ زندہ ہو اور اس کا باطن ماسوا اللہ سے خالی ہو۔ انسان جب ایسی صفت سے متصف ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ کی نصرت ہر وقت اسے حاصل ہوتی ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو جاتا ہے جس کے ذریعے وہ ہر شے کے سربستہ اور نہاں کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "میں نے خدا کو اس کی مدد سے پہچانا اور ماسوا کو اس کے نور سے جانا"[1]

بقول عطاء اللہ اسکندریؒ "کائنات میں جتنی چیزیں اپنے حسن وجمال کے ساتھ نظر آتی ہیں، اگر ان کو صرف اُن کی ذات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو کوئی شے نہیں اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے صفات کے ظہور سے ان کو وجود حسن وجمال بخشا ہے اور منور فرمایا ہے، اسی وجہ سے یہ چیزیں وجود کے نور سے روشن اور موجود نظر آتی ہیں، جس کی اصل وجود و حقیقی ذات واحد اللہ تعالیٰ کی ہے اور دیگر مخلوقات کا وجود (حسن وجمال) اُسی کا فیض ہے۔ یعنی مخلوقات کے اندر وجود کی صفت ان کی ذاتی نہیں ہے[2]۔

اب ضرورت اس امر کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تک رسائی یعنی معرفت کیسے حاصل ہو، تو اس سلسلے میں عقیدہ توحید کے راسخ ہونے کے ساتھ حسنِ عمل بھی ہے، جس کے نور سے خالق اور مخلوق کے مابین حجاب دور ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات سے حجاب میں نہیں بلکہ ظاہر ہے، جیسا کہ سکندریؒ رقم طراز ہیں " :حق تعالیٰ شانہ اپنی ذات وصفات سے ظاہر ہے، اس کا جلال وجمال ہر شے اور ہر جگہ روشن ہے، کسی نوع سے بھی وہ پردہ میں نہیں ہے، بس روک اور پردہ ادھر سے نہیں، یہ غفلت اور حجاب مخلوق

---

[1] محمد بن یعقوب الکلینی، *الکافی*، جلد 1، کتاب التوحید، باب: « أنہ لا یُعرف إلا بہ »، حدیث 1 (تہران: دار الکتب الإسلامیۃ)، 83۔

[2] ابن عطاء اللہ اسکندری۔ *الحکم العطائیۃ*۔ دمشق: دار الإیمان، 1986۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کی جانب سے ہے، کہ بصیرت یا باطنیہ کے سامنے نفسانی صفات حائل ہو رہی ہیں، تو اگر اِس کا جلال و جمال مشاہدہ کرنا چاہو تو نفسانیت و ریاضت و اعمالِ صالحہ و تزکیہ نفس اتباعِ شیخ کامل (شیخ طریقت) سے ان صفاتِ نفسانی کے پردہ کو اٹھاو تو اور دیکھو پھر تم کو سوائے حق کے کچھ بھی نظر نہ آئے گا[3]۔

معلوم ہوا، کہ مخلوق یا مظاہرِ کائنات میں جو حسن و جمال اور جو زیب و زینت دیکھائی دیتی ہے، در حقیقت وہ ہیچ ہے، یعنی معدوم ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ظہور نے ان کو یہ حسن و جمال عطا کیا ہے، لہذا مخلوق یا مظاہرِ کائنات کی خوبصورتی پر گہری نظر اور غور و فکر سوچ و بچار سے انسان اپنے خالق کے وجود و یکتائی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا غیر متزلزل ایمان و ایقان حاصل کر لیتا ہے۔ یعنی معرفتِ الٰہی سے انسان کو رضائے خداوندی کو پانے کے لئے عملِ صالح اختیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے، جو اصل مقصود ہے۔

حسن و جمال کی لغوی و اصطلاحی تعریف:-

لغوی اعتبار سے حسن کے معنی جمال اور خوبصورتی کے ہیں، چونکہ حسن اپنے اظہار و نمود کے لئے شکل و صورت کا محتاج ہے، اس لئے اس کا اطلاق ہر حسین شے پر ہوتا ہے، جس میں بدن اور عام اشیاء کی خوبصورتی شامل ہے، اس نسبت سے حسن ساعۃ جو ایک قسم کی خوشنما نباتات ہے۔ جو سورج طلوع ہونے سے پہلے کھلتی اور سورج غروب ہونے کے بعد مرجھا جاتی ہے، یعنی اس کی خوشنمائی تھوڑی دیر رہ کر ختم ہو جاتی ہے، اس لئے اسے حسنہ کا نام دیا گیا ہے، اسی طرح لفظ التحاسین جس سے اچھی اور خوبصورت چیزیں مراد لی جاتی ہیں، بھی اسی سے نکلا ہے، جیسا کہ طاؤس کی تعریف میں کہا گیا ہے، "ما أبدع تحاسين الطاوس وتزيينه"[4] (مور کی خوبصورتی اور زینت کس قدر نادر اور عجیب ہے)۔ لہذا طاؤس (مور) حسن و خوبصورتی کے لحاظ سے پرندوں میں خاص مقام رکھتا ہے، کیوں کہ اور جانوروں کے برعکس اس کی طبیعت میں عفت ہے اور پروں کی خوبصورتی اور دم پر جبکہ وہ اس کو پھیلا کر محراب نما کر لیتا ہے اسے بڑا ناز و گھمنڈ ہے اس لئے ایک شاعر نے مور کے حسن و جمال کی بہت عمدہ تعریف کی ہے... سبحان من خلقہ طاؤس—طیر علی اشکالہ رئیس[5] (پاک ہے وہ ذات جس نے مور کو پیدا کیا ہے وہ اپنی شکل و صورت (حسن و جمال) کی وجہ سے پرندوں کا سردار ہے)۔

امام راغب کے نزدیک الحسن عبارة من كل مبهج مرغوب فيه وذالک ثلاثة اضرب مستحسن من جهة العقل ومستحسن من جهة الهوىٰ ومستحسن من جهة الحسن (حسن ہر مسرت انگیز دلکش اور پسندیدہ شے سے عبارت ہے، اور یہ تین طرح کا ہے، (i) وہ جو عقل کی رو سے مستحسن ہو (ii) وہ جو خواہشِ نفس کی رو سے مستحسن ہو اور (iii) وہ جو (جمالیاتی) حسن کی رو سے مستحسن ہو، لفظ حسنہ جس سے مشتق ہے، جس سے مراد ہر وہ نعمت جو انسان کو اس کے نفس یا جسم یا کسی بھی حالت میں عطا ہو۔ اور وہ اس کے لئے خوشی کا سبب بنے، حسنہ کی ضد سیئہ ہے[6]۔ نیز حُسن، اعضاء کے صحیح تناسب و توازن اور رونق و زینت کے لئے بھی عبارت ہے، اور عرفِ عام میں ان چیزوں کو بھی حسین کہا جاتا ہے جو مرغوبِ نظر ہوں[7]۔

اسی طرح جمال کے معنی بھی حسن و خوبصورتی کے ہیں، جبکہ تصوف کی اصطلاح میں جمال سے مراد تجلی حق، عرفانِ الٰہی اور نظارۂ حقیقت ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے وہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے، کہ ہر دم جمالِ معنوی (جمالِ حق) کا نظارہ دیدۂ دل سے پیش ہے۔ نظر آتا ہے، اسی ضمن میں اصطلاحاً جمالِ باطنی سے انسان کی روحانی خوبیوں جیسے رحم اور انصاف وغیرہ کا مفہوم لیا جاتا ہے، کہا جاتا ہے... بے کمال مثلِ گلِ بے خوشبو است[8]

حسین شخص اگر بے عمل اور بد تہذیب ہو تو کسی کام کا نہیں۔ یعنی معیارِ انسانیت پر پورا اترنے کے لیے شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا اور اخلاقِ حسنہ سے مزین ہونا از بس ضروری ہے ورنہ بے معنی ہے۔ لسان العرب کے ذیل الفاظ سے بھی یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ الجمال، مصدر الجميل والفعل جَمُل، الجمال، الحسن فى الفعل

---

[3] (عطاء اللہ اسکندری، اکمال الشیم ص۲۳۹۔ دار الاشاعت۔ لاہور

[4] نہج البلاغہ، خطبۂ طاؤس: "ومن أعجبها خلقاً الطاووس..." (مور کی تخلیق کے عجائبات کا بیان)۔

[5] الدميري، كمال الدين محمد بن موسى، حياة الحيوان الكبرى، باب الطاووس، ج2، ص127۔

[6] الراغب الأصفهاني، الحسين بن محمد، مفردات ألفاظ القرآن، تحقيق: صفوان عدنان داوودي، دمشق: دار القلم، الطبعة الأولى، 1412ھ / 1992ء، مادة: (حسن)، ص235۔

[7] ایضا

[8] شاعر

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

و الخلق (جمال جمیل کا مصدر ہے اور اس کا فعل جَمُل کے وزن پر آتا ہے جس کے معنی خوبصورتی کے ہیں، جمال کا اطلاق فعل اور صورت دونوں کی خوب صورتی پر ہوتا ہے کہتے ہیں، جمالک ان لاتفعل کذا[9]۔ تمہارے لئے یہی زیبا ہے کہ ایسا نہ کرو) یعنی خالق کائنات نے جس شکل وصورت اور جس خوبی پاکیزگی سے آپ کو نوازا ہے اس کا حق اداءیگی نعمت یہ ہے، کہ آپ افعالِ سیئہ سے بچیں اور اس کے بدلے حسنِ عمل اور افعالِ حسنہ کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ کی رضاجوئی میں زندگی گزاریں اور وہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق اعمالِ حسنہ کو اپنانا اور اعمالِ سیئہ سے بچنا ہے، اور یہ تب ممکن ہے، جب بندہ کو معرفتِ الٰہی حاصل ہو۔

قران حکیم اور حسن جمال:

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے الفاظ میں قرآن حکیم کی توضیحات کی روشنی میں حسن ایک مطلق وعالمگیر اور ارتقاءی جمالیاتی قدر ہے۔ اور تسویہ وتعدیل کی جمالیاتی قدروں کا مرکب ہے۔ تسویہ سے مراد موزونی ہم آہنگی اور اعتدال سے مراد توازن وتناسب کے ہیں۔ مزید برآں حسن اپنی تاثیر کے اعتبار سے سرور وطمانیت اور حیرت واستعجاب کی مطلق وعالمگیر قدر ہے۔ جس کی نشاندہی ذیل آیات کریمہ سے کی جاسکتی ہے۔ لونها تسر الناظرين۔[10] ترجمہ (اس کا رنگ دیکھنے والوں کو (جمالیاتی) مسرت بخشتا ہے۔ مسرت وسرور دراصل اس لذت قلبی کا نام یا کیفیت ہے جو کسی نفع کے حاصل ہونے کی امید سے پاءی جائے۔ اسی طرح ولو اعجبک حسنهن[11] ترجمہ (خواہ ان عورتوں کا حسن تجھے مسرت انگیز حیرت میں ڈال دے) اس سے اس حقیقت کا اظہار ہے کہ حسن کی صفت فرحت بخشتی سے انسانی دل واقف ہے۔ جسے فطرتا نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ پہچانتا بھی ہے۔ اور اس سے متاثر ہو بغیر نہیں رہ سکتا۔ مزید برآں قلب کی وہ انفعالی وجمالیاتی قوت جسے جمالیاتی حسن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حسن کا معیار ہے۔ لیکن یہ بھی مسلمہ امر ہیکہ عورتوں کے حسن سے متاثر ہونا غیر اختیاری ہے۔ ہاں بلاضرورت واذن شرعی قصداً کسی غیر عورت کی طرف نظر کرنا یا اس کے تصور سے لذت وسرور حاصل کرنا نہایت ہی برا ہے۔ اس پر یہ الفاظ کسی طرح دال نہیں۔ یہاں ان سے مراد منکوحہ ازواج مراد ہیں نہ کہ غیر منکوحہ۔

اس طرح جمال کے لیے حسب ذیل آیت بطور ثبوت پیش کی جاسکتی ہے۔ ولكم فيها جمال حين تريحون وحين تسرحون۔[12] (اور تمھارے لیے چوپایوں میں جمال (قرۃ العین) اور جمالیاتی مسرت ہے۔ یہاں چوپایوں کو متحرک ونظر افروز نظاروں کی سرور انگیزی کو جمال سے تعبیر کر کے اس امر کی وضاحت کی گئی کہ حسن وسرور میں باہم کس قدر گہرا تعلق واشتراک ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ قرآن حکیم کے نزدیک حسن وسرور ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔ چنانچہ جو چیز حواس کے نزدیک حسن ہے وہ قلب کے لیے سرور ہے۔ یہاں اس سوال کے جواب میں کہ انسان حسن وجمال کو چاہتا ہے اور کسی شے میں اس صفت کے پائے جانے سے اسے لذت وسرور حاصل ہوتا ہے جس کی بدولت وہ ارادی اور غیر ارادی طور پر اس کی طرف مائل ہو کر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے آخر ایسا کیوں؟ علامہ ابن خلدون نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے۔ دراصل لذت کسی موزوں اور مرغوب چیز کو پالینے کا نام ہے اور جو چیز محسوس ہوتی ہے وہ انسان پر اپنا اثر ضرور چھوڑتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ محسوس جسے مدرک بھی کہا جاتا ہے اگر شوق اور چاہت کے تناسب ہو تو لذت پیدا کرے گی ورنہ نہیں۔ لہٰذا دیکھی اور سنی جانے والی چیزوں میں آنکھوں اور کانوں کو وہی چیز پسند ہو گی جس کی کیفیت وشکل میں کوئی خاص تناسب ہو گا۔ اور وہی چیز حسین وجمیل اور خوبصورت کہلاتی ہے۔ چونکہ خوب صورت چیز نفس مدرکہ کے مناسب ہوتی ہے۔ اس لیے نفس اپنے مزاج کے مناسب ادراک سے لذت اٹھاتا ہے اور یہ انسان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ اس لیے انسان اپنے فطری تقاضے سے مجبور ہو کر کسی دیکھی یا سنی جانے والی چیز میں حسن جمال پاکر اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔

قرآن کریم میں اس کے علاوہ بھی آیات کریمہ ہیں جن سے حسن وجمال کی عکاسی ہوتی ہے۔ جن میں چند یہ ہیں۔

وصوركم فاحسن صوركم (اور تمھاری صورتیں بنائیں کیا ہی حسین صورتیں بنائیں)[13]

---

9 ابن منظور، محمد بن مکرم، *لسان العرب*، 3rd ed.) بیروت: دار صادر، 1414ھ/1994ء)، جلد 11، مادہ: "**جمل**"، ص 119۔

10 القران الكريم ٢:٦٩

11 القرآن الكريم ٣٣:٥٢

12 القران الكريم (16:6)

13 القرآن الکریم سورۃ التغابن، (64:3)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لقد خلقنا الاحسان فی احسن تقویم[14](بلاشبہ ہم نے انسان کی فطرت کو حسین بنایا ہے)

الذی احسن کل شیءخلقہ[15](اس نے جو چیز بھی بناءی خوب صورت بنائی)

قولو للناس حسنا[16](لوگوں سے اچھی اور حسین باتیں کیا کرو)

اللہ تعالیٰ نے ہر شیے کو حسین و جمیل بنایا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ الذی احسن کل شیء خلقہ[17] اللہ تعالیٰ نے جو بھی شے بنائی ہے اسے خوبصورت بنایا ہے علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز قرینے سے بہترین طور سے بہترین ترکیب پر خوب صورت بنائی ہے۔ہر چیز کی پیدائش کتنی عمدہ کیسی مستحکم اور مظبوط ہے۔[18] مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے اس آیت کریمہ کی توضیح یوں کی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو عمدہ طور سے بنایا ہے تو جس چیز کو بغور دیکھے گا تو وہ آپ ثابت کرے گی کہ میرے خالق کو اس امر میں وہ کمال حاصل ہے کہ جس کو کسی کے ساتھ تشبیہ بھی نہیں دی جاسکتی[19] ابن مسعود رض حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ان اللہ جمیل ویحب الجمال (بے شک اللہ تعالیٰ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند کرتا ہے)

اللہ تعالیٰ کی سب سے حسین تخلیق انسان ہے:-

ارشادِ ربانی ہے،**والتین والزیتون .وطور سینین .وھذا لبلد الامین .لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**

اس آیتِ کریمہ کی وضاحت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی یوں کرتے ہیں،یعنی قسم ان چاروں چیزوں کی اس بات پر ہے کہ مقرر ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت اور ترکیب میں پیدا کیا۔اس واسطے کہ اگر ظاہر اس کا دیکھیے تو کمالِ حسن و جمال کے ساتھ موصوف ہے۔قد و قامت میں اور دوسرے اندا موں کی خوبی اور برابری میں، گردن اس کی نہ ایسی لمبی ہے اونٹ کی سی،نہ بہت چھوٹی ہے کچوے کی سی،ناک اس کی نہ ایسی لمبی جیسے ہاتھی کی سونڈ،نہ اور چوپایوں کی طرح بے معلوم۔اسی طرح سب اعضاء میں فکر کرنا چاہیے اور خوبی اور حسن و جمال دریافت کرنا چاہیے،اسی لیے امام شافعی کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تھا، **ان لم تکونی احسن من القمر کنت طالق** یعنی اگر تو چاند سے اچھی (حسن و جمال میں زیادہ) نہ ہو گی تو تجھ کو میں نے طلاق دی۔سب علماء اس وقت کے حیران ہوئے اور طلاق ہونے کا حکم دیا،جب یہ استفتاء امام شافعی کے پاس پہنچا فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی اس لئے کہ اس کی بیوی انسان ہے اور انسان کو حق جل وعلا نے فرمایا ہے کہ میں نے اچھی صورت میں اس کو بنایا ہے۔اگر چاند کی صورت اس سے اچھی ہوتی تو احسن تقویم اس کی تعریف میں کیوں فرمایا،جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے:

ما انت مادحھا من ان یشبھھا بالشمس والبدر بل انت ھا جیھا
من این للشمس خال فوق وجنتھا وضحک من نظام الدر فی فیھا
من این للبدر اجنان مکحلۃ بالسحر والفتح یجری فی حواشیھا

اے مداح تو انسان کو آفتاب اور ماہتاب سے تشبیہ دے کر اس کی تعریف کرنے والا نہیں بلکہ ہجو ہی کرنے والا ہے، آفتاب کے رخسار پر تل اور ہنستے ہوئے اس کے منہ میں موتیوں کی لڑی کہاں ہے؟،چاند کی چہرے پر جادو بھری سرمگیں پلکیں جن کے کناروں پر فتح و نصرت جاری ہو کہاں ہے؟اور ظاہر بات ہے کہ چاند میں روشنی اور چمک کے سوا، اور کچھ نہیں بصرف یہ (انسان) نقاش کی نزاکتوں اور طرح طرح کی شکلوں کا جامع نسخہ ہے،

---

[14] القرآن الکریم سورۃ التین،(95:4)

[15] القرآن الکریم سورۃ السجدۃ،(32:7)

[16] ۔القرآن الکریم سورۃ البقرۃ،(2:83)

[17] القرآن الکریم سورۃ السجدۃ،(32:7)

[18] ابن کثیر،اسماعیل بن عمر۔تفسیر القرآن العظیم۔تحقیق:سامی بن محمد سلامہ۔ریاض:دار طیبہ،1999ء،تفسیر سورۃ السجدۃ،آیت 7۔

[19] دہلوی،عبدالحق محدث۔تفسیر حقانی۔تفسیر سورۃ السجدۃ،آیت 7۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

چنانچہ کہا گیا ہے:

من ماہ ندیدہ ام کلہ دار من سرو ندیدہ ام قبا پوش

یعنی میں نے چاند کو ٹوپی اور سرو کو قبا پہنے ہوئے نہیں دیکھا، نیز انسان کی حسن و جمال اور فضیلت اس وجہ سے بھی ہے کہ دنیا میں انسان کی صورت کے سوا کوئی اور صورت نہیں جو کثیر عبادت کرنے کے لائق و شایاں ہو، کیونکہ قیام، رکوع اور سجود سب اس سے ادا ہو سکتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں "سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے۔ اس خوبی اور کمالِ حسن کو انسان خود سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انسان کسی اور مخلوق کی صورت میں تبدیل ہونے کی خواہش نہیں کرتا"۔[20]

امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ "انسان کی بہترین ساخت سے مراد ظاہر ہے کہ صرف شکل و صورت کی ساخت نہیں ہے بلکہ مادی و معنوی صلاحیتوں کی نہایت اعلیٰ ترتیب و تشکیل ہے، جن کی بدولت انسان کو اس دنیا کی دوسری مخلوقات پر برتری حاصل ہے[21]

انسان کی ان مادی و معنوی صلاحیتوں کی وضاحت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب آیتِ کریمہ **وصورکم فاحسن صورکم** کے ذیل میں یوں کرتے ہیں:۔[22]

انسان کی صورت کو اللہ تعالیٰ نے سب جانوروں سے ممتاز، اعلیٰ اور بہتر ہیئت میں بنایا ہے، اس کو سوچنے سمجھنے کی عقل عطا فرمائی، اس کے ہاتھ پاؤں ایسے بنائے کہ ان سے طرح طرح کی اشیاء و مصنوعات بنا کر اپنی راحت کے سامان پیدا کرتا ہے، اس کا کھانا پینا بھی عام جانوروں سے ممتاز ہے، وہ اپنے منہ سے چرتے ہیں اور پیتے ہیں، یہ ہاتھوں سے کام لیتا ہے، عام جانوروں کی غذا عام مفردات سے ہے، کوئی گوشت کھاتا ہے، کوئی گھاس اور پتے، اور وہ بھی بالکل مفرد، بخلاف انسان کے کہ یہ اپنے کھانے کو مختلف قسم کی چیزوں پھلوں، ترکاریوں، گوشت اور مصالحہ سے لذیذ و مرغوب بنا کر کھاتا ہے، ایک ایک پھل سے طرح طرح کے کھانے اور اچار، مربے، چٹنی تیار کرتا ہے۔

جمال و زینت کے سامان سے نہ صرف خوش ہونا بلکہ ان کا اظہار بھی جائز ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب آیتِ کریمہ **والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ط ویخلق ما لا تعلمون**[23] اور گھوڑے پیدا کئے اور خچریں اور گدھے کہ ان پر سوار ہو، اور زینت کے لئے، اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے) سے جمال و زینت کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جس آیت سے جمال و زینت کا جواز معلوم ہوتا ہے اگرچہ تفاخر و تکبر حرام ہیں، فرق یہ ہے کہ جمال و زینت کا حاصل اپنے دل کی خوشی یا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہوتا ہے کہ دل میں اپنے کو اس نعمت کا مستحق سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقیر نہیں جانتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور انعام ہو، اس کے پیشِ نظر ہوتا ہے اور تکبر و تفاخر میں اپنے آپ کو اس نعمت کا مستحق سمجھنا دوسروں کو حقیر سمجھنا پایا جاتا ہے وہ حرام ہے۔ حضرت حسنؓ کی عادت تھی کہ نماز ادا کرتے وقت اپنا سب سے بہتر لباس پہنتے تھے[24] اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ جمال کو پسند فرماتا ہے، اس لئے میں اپنے رب کے لئے زینت و جمال اختیار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **خذو زینتکم عند کل مسجد**[25] معلوم ہوا کہ اس آیتِ کریمہ سے نماز کے وقت بقدر استطاعت صاف ستھرا اچھا لباس زیبِ تن کرنے کی فضیلت اور جواز ثابت ہے۔

انسان اور حسن و جمال:- اس سے قبل بھی اس حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے کہ انسان فطرتاً حسن پسند واقع ہوا ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں حسین و جمیل چیزوں اور اچھے افعال سے محبت کرنا شامل ہے اور غلیظ و قبیح چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے فطرتاً انسان برائیوں کو بھی بری نظر سے دیکھتا ہے۔ جس چیز میں بھی انسان کو حسن کی جھلک نظر

---

[20] شاہ ولی اللہ دہلوی، احمد بن عبد الرحیم۔ *حجۃ اللہ البالغہ*۔ باب: الإنسان وخصائصہ / خلق الإنسان وکمالہ

[21] امین احسن اصلاحی، *تدبرِ قرآن*، جلد 9، سورۃ التین، آیت 4، "احسنِ تقویم" کی تفسیر۔

[22] تھانوی، اشرف علی۔ *بیان القرآن*۔ کراچی: مکتبہ دار العلوم، مختلف طبعات، سورۃ التغابن، آیت 3۔

[23] القرآن الکریم — سورۃ النحل، آیت نمبر 8 (16:8)

[24] الطبرسي، حسن بن فضل۔ *مکارم الأخلاق*۔ بیروت: منشورات الشریف الرضي، ص 96۔

[25] القرآن الکریم، سورۃ الأعراف، 7:31۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آتی ہے وہ دیوانہ وار اس کی طرف لپکتا ہے۔ یہ حسن کئی انسانی صورت میں ہو یا آواز میں یا کائنات کی کسی بھی حسین چیز مثلاً چاند، بادل، بارش، موسم، کھیت، مور، کبوتر وغیرہ میں۔ انسان خوشبوؤں، مظاہروں اور ذائقوں کا اس لئے دلدادہ ہے کہ وہ حسن پسند ہے۔

حسن کی وضاحت کرتے ہوئے پاکستان کے مشہور ماہرِ تعلیم ڈاکٹر ناصر احمد ناصر لکھتے ہیں کہ "پھولوں کی خوشبو، نغمے کا سر، شعر کا وزن، تصویر کا توازن، پانی کی روانی، طاؤس کا رقص، طیور کی پرواز، شیر کی جلال، چاند کی چاندنی، نامیاتی (نشو نما پانے والے) وجود کی جوانی، دل کا سرور اور لطافت کی روح یہ سب حسن ہی کے نام ہیں۔ حسن ایک ایسی قدر ہے جس کا احساس خود انسان کے دل میں ودیعت کیا گیا ہے، جیسے جمالیاتی حسن کہتے ہیں۔ جو چیز آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کی لذت و مسرت، لمس کی ملائمت، نگاہ کی جنت، سمع کی بہشت اور جمالیاتی ذوق کی تسکین ہے وہ حسن ہی ہے"۔

ڈاکٹر ناصر احمد ناصر مزید لکھتے ہیں کہ "اس عالمِ رنگ و بو کی ہر شے انسان کے لئے دلکشی و جاذبیت اور حیرت و استعجاب کا موجب ہے، رنگ و نور اور صور و اشکال کے اس طلسم کدے میں وہ رہنے آپ کو نظر افروزی و جاذبیت کے ایک بحرِ ناپیدا کنار میں مستغرق دیکھتا اور محسوس کرتا ہے کو کتنا ہی عادی و مانوس کیوں نہ ہو جائے مگر اس کائنات کا ہر نیا پُر کشش منظر اسے مستغرق دیکھتا اور محسوس کرتا ہے، مگر اسے اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ اس کائنات کی نظر افروزی اور جاذبیت کی وجہ حقیقی کیا ہے؟

سجیلی صورت، سریلی آواز، کیف پرور خوشبو، لذت آفریں شے، نشاط انگیز لمس میں، کسی ایسی شے کو چھپا ہوا محسوس کرتا ہے، جو اس کے حواس اور قلب کی تسکین کا سبب ہے۔ یہ کائنات اتنی حسین اور منظم ہے کہ اس کو دیکھ کر اس کے خالق و مالک کا تصور خود بخود ذہن میں آتا ہے، جو شخص کائنات کی رنگینیوں، وسعتوں اور بہاروں سے متاثر نہیں ہوتا اس کی آنکھ اور جانور کی آنکھ میں بھلا کیا فرق ہے۔ کائنات کے چمکتے چاند، سورج، ستارے، گنگناتی ہوائیں، مست فضائیں، گھنگھور گھٹائیں، خوب صورت وادیاں، پہاڑوں کی چوٹیاں، برف پوش چوٹیاں، سرسبز کھیت، بل کھاتے لہراتے دریا، پرندوں کی بولیاں، گہرے سمندر، سنہری دھوپ اور ٹھنڈے سائے اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کا عکس ہیں۔

یہاں حسن جمال کی دنیا میں مصر کے معروف شاعر محمد الاسمر کے دعائیہ اشعار کا مفہوم (اردو میں)، جنہوں نے دنیائے مربیات کے موضوع پر پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں---:

یارب اذقنی القیت من بصری حتی اری حسن ما ابدعت من صور

اے میرے رب جو نگاہ تو نے مجھے عطا کی ہے، اسے برقرار رکھ، یہاں تک کہ میں ان صورتوں کا حسن دیکھ سکوں جو تو نے تخلیق کیں، ہر شکل اور رنگ کو اس کے اپنے حسن میں دیکھ سکوں، جس میں کہ روح اور نگاہ کے لئے مسرت اور تازگی ہوتی ہے، اور جن بادلوں، ستاروں، سورج اور چاند نے عالمِ بالا کو زینت بخشی ہے، اس کو دیکھ سکوں اور جن میدانوں، پہاڑوں، ٹیلوں، سمندروں اور دریاؤں نے زمین کو حسین بنا رکھا ہے ان کو دیکھ سکوں، ہر شئے میں خوبصورتی ہو گی، جب بھی تو اسے دیکھے یہاں تک کہ تاریکیوں میں بھی خواہ وہ ان کو سخت تاریک خیال کرے، یہاں تک کہ بندروں اور شکاری درندوں میں سے شیر اور چیتے کی بھی خوبصورتی پوشیدہ نہیں، اشیاء کو دیکھ لینا ہی تجھے ان کا مشاہدہ کرنے کی غرض سے کافی ہو گا، اگرچہ تو پتھر کے اوپر بیٹھے ہوئے سانپ کو ہی دیکھ لے۔

وجودِ ہستی بھی کیسے نیند کے بعد ہوش میں آتا ہے، جبکہ صبح سویرے روشنی کی کرنیں مسکراتی ہیں اور سورج کیسے اپنے طلوع ہونے کے مقام کی طرف رینگتا ہے، حالانکہ جب اس مقام سے طلوع ہوتا ہے تو جھجک جھجک کر (رواں دواں ہوتا ہے)، اور جب سورج دیہات اور شہروں سے اتنا عرصہ منتقل ہونے کے بعد تھکا ہارا مغرب کی طرف جھکتا ہے، اور رات کیسے اپنے دستوں کے درمیان چلتی ہے؟ جبکہ خوبصورتی چہروں والے ستارے اس کے گرد ہوتے ہیں، اور پہلی رات کے چاند کیسے ہیں؟ کہ اپنے طلوع ہونے والے مقامات پر ایسے چمکتے ہیں، گویا انسان کے لئے وجودِ ہستی کی مسکراہٹیں ہیں اور باغات کیسے پھولوں سے کھلے ہوئے ہیں؟ اور ٹہنیاں کیسے پھولوں سے لدی ہوئی ہیں؟ اور پرندے کیسے ہیں؟ کہ جب منڈلاتے ہیں تو بلند ہوتے ہیں یا لگاتار منڈلاتے رہتے ہیں، پھر درختوں پر پناہ لینے کے لئے گر پڑتے ہیں، اور ساتھی یا گھر کے لوگ یا بیٹے کیسے ہوتے ہیں؟ جنہیں تو سفر سے واپس آکر دیکھتا ہے، اور ان خوش طبع اور مخلص دوستوں کو دیکھنا کیسا ہوتا ہے؟ جنہوں نے کھیل کود اور قصہ گوئی کی جولان گاہ میں طبع آزمائی کی ہو، یہ چیزیں اور ان کے علاوہ وہ چیزیں جن کا میں ذکر نہیں کرونگا، اور میں ایسی اشیاء کا احاطہ کیسے کر سکتا ہوں، جو عاجزی تک پہنچا دیں؟ میں ان کا شمار کرنے سے قاصر ہوں، حسن کی دنیا اپنے طالب کے ہاتھ اور کان سے پوشیدہ رہتی ہے، بس اسے نہ چھوا جا سکتا ہے نہ اس کی خبر سنی جا سکتی ہے۔ اور آخر میں کہتا ہے-:

دنیا الجمال یراها من لہ بصرفان یغیب غاب الدنیا علی الاثر

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دنیا کے حسن کو وہ دیکھ سکتا ہے جو نگاہ رکھتا ہو اور اگر یہ پوشیدہ ہو جائے تو فوراً تمام دنیا اوجھل ہو جاتی ہے۔

درج بالا مذکورہ بیان سے واضح ہوا کہ

کائنات کا یہ حسن و جمال بظاہر تو اللہ تعالیٰ نے عبث پیدا نہیں فرمایا بلکہ ان کی تخلیق، خوبصورتی، رعنائی اور دیگر جملہ صفات پر غور و فکر اور دھیان کے ذریعے معرفت الٰہی کا حصول اور حسنِ عمل مقصود ہے، جس کے اپنانے کے لئے انسانی شعور جس حد تک بیدار ہو جائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے اور دنیاوی زندگی کے اعمال سے متعلق جوابدہی کا پختہ یقین بن جائے۔ جس کے نتیجے میں انسان برے اعمال سے بچنے اور اچھے اعمال کی طرف مائل اور متوجہ ہو جائے، دراصل اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی جستجو اور تلاش ہے جس کی خاطر انسان کی تخلیق ہوئی ہے۔

خلاصہ کلام یہ معلوم ہوا کہ کائنات میں پھیلی ہوئی خوبصورتی، رعنائی اور زیب و زینت کی بہاریں ہمیں رب ذوالجلال کی محبت کا پیغام سناتی ہیں، ہمیں چاہئے کہ کائنات کی حسین چیزوں پر اظہار حیرت کریں اور ان کے خالق کے حضور ایسے سجدہ ریز ہو جائیں کہ ہمارے قول و فعل میں کسی طرح بھی تضاد نہ رہے اور قانون الٰہی کو مشعلِ راہ بنا کر اپنی عبادت، معاشرت، معاملات، اخلاق اور ایمان و ایقان کو قرآن و سنت کے مطابق بنا کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔

اسی خاطر قرآن حکیم میں متعدد جگہ مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار انعامات کا ذکر کیا ہے اور اپنی گوناگوں نعمتوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور پھر فرمایا یاد رکھو یہ جملہ چیزیں صرف تمھارے ہی لئے پیدا کی گئی ہیں تاکہ ایک طرف تم ان سے فائدہ اٹھاؤ اور دوسری طرف محسن عظیم اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر ادا کر کے معرفت الٰہی اور حسن عمل کا سامان کرو یہ اصولی ضابطہ ہمیں جگہ جگہ قرآن میں ملتا ہے۔

هوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا [26]

کائنات اتنی خوبصورت ہے کہ کوئی بھی ذی شعور اس کے حسن و جمال سے لاتعلق نہیں رہ سکتا، کائنات کی دلکشی اور رعنائی پکار پکار کر انسان کو دعوت دے رہی ہے کہ یہ کائنات اللہ پاک کی نعمتوں سے بھری ہوءی ہے اور انسان اپنی زندگی کے اچھے لمحات میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محفوظ اور فاءدہ اٹھاتا ہے۔ لہٰذا منعم حقیقی کی نعمتوں کا اعتراف اور ان پر خوشی کا اظہار ہر انسان پر لازم ہے، جسے اخلاق حسنہ میں بہترین خلق کا درجہ حاصل ہے۔

مظاہرِ کائنات کا حسن و جمال

مظاہرِ کائنات کا حسن و جمال ہی ہے جس کے بارے میں قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر وسعت سے مکمل رہنمائی کی گئی ہے، جو کہ انسانی عقل و فہم کے لئے باعثِ عبرت و بصیرت اور معرفتِ الٰہی کے حصول کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائے ہیں، تاکہ کائنات کے ان مظاہر سے عبرت آموز نصیحت ہے، ارشادِ ربانی ہے:

افلم ینظروا الی السماء فوقهم کیف بنینها وزینها وما لها من فروج : والارض مددناها والقینا فیها رواسی وانبتنا فیها من کل زوج بهیج : تبصرة و ذکری لکل عبد منیب : ونزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا به جنت و حب الحصید : والنخل بسقت لها طلع نضید : رزقا للعباد واحیینا به بلدة میتا ط کذالک الخروج : [27]

ترجمہ: کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا ہم نے اس کو کیسا (اونچا اور بڑا) بنایا اور (ستاروں سے) اس کو سجایا اور اس میں کوئی رخنہ نہیں ہے (کلی طور پر حسن و جمال کا منظر پیش کرتا ہے) اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو جمایا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اُگائیں جو ذریعہ ہے بینائی اور دانائی کا ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے، اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا پھر اس سے بہت باغ اگائے اور کھیت کا غلہ اور لمبے لمبے کھجور کے درخت جن کے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہوتے ہیں، بندوں کے رزق دینے کے لئے اور ہم نے اس (پانی) کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ کیا (پس) اسی طرح زمین سے نکلنا ہو گا۔)

مولانا محمد شفیع صاحب مظاہرِ کائنات کے حسن و جمال کے دلکش جاذبِ نظر اور حیرت زدہ مناظر کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں: "ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ارد گرد اس عالمِ رنگ و بو میں لاکھوں کروڑوں اشیاء موجود ہیں، جن میں گہرے اور اتھاہ سمندر بہتے ہوئے دریا، کلکلاتی ندی، بلند و بالا پہاڑ، برف پوش چوٹیاں، وسیع و عریض میدان، اونچے اونچے

[26] القرآن الکریم: سورۃ البقرۃ: (2:29)

[27] القرآن الکریم، سورۃ ق، 6:50–11

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

درخت، گھنے جنگلات، ہرے بھرے کھیت، حسین پھولواڑیاں، پھلوں سے لدے ہوئے باغات، شہد کے چھتے، مفید جڑی بوٹیاں، زمین میں پوشیدہ معدنیات، چمکتی ہوئی سونا، چاندی اور ہیرے، موتیوں کے سمندر، دولت سے مالا مال کانیں، مختلف حیوانات، دلفریب مویشی، بھیانک درندے، گیت گاتے پرندے، تیرتی مچھلیاں، چہچہاتی بلبلیں، لذیذ اور عمدہ غذائیں سب ہی کچھ شامل ہیں۔ یہ ساری چیزیں خالقِ کائنات نے ایسی ہی فضول پیدا نہیں کی ہیں، کہ انہیں ضائع کر دیا جائے اور ان سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا جائے بلکہ اس لئے پیدا کی ہیں کہ انسان ان سے فائدہ اٹھائے اور ان نعمتوں سے سرشار ہو کر اپنے مقصدِ عبادتِ الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی تکمیل کرے۔[28]"

آخر میں کیا ہی اچھا ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر کر کے انسان کو ایک اصولی ضابطہ بتلا دیا ہے، اور پھر فرمایا کہ یہ سب چیزیں صرف تمھارے ہی لئے پیدا کی گئی ہیں تا کہ تم ان سے فائدہ اٹھاؤ اور دوسری طرف محسنِ عظیم اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر ادا کر کے معرفتِ الٰہی اور حسن عمل کا سامان کرو یہ اصولی ضابطہ ہمیں جگہ جگہ قرآن میں ملتا ہے۔

عام الفاظ میں اللہ کی دی ہوئی مادی اور روحانی نعمتوں پر شکر گزاری اور بندگی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی انعامات، کرام نوازی اور رحمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ شکر کا بدلہ قسم کھا کر دیتا ہے۔**لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید**)۔(اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور ناشکری کروگے تو یاد رکھو کہ میرا عذاب سخت ہے)[29]۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :**ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم وکان اللہ شاکراً علیما**)(اگر تم (اللہ کے) شکر گزار رہو اور اس پر ایمان لے آؤ تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ تو قدر شناس اور دانا ہے)[30]۔

شکر کی بجا آوری کی طرح صبر، صدق، خیر خواہی، اخلاص، عاجزی، انکساری وغیرہ اسلام کے وہ اخلاقِ حسنہ ہیں جن کے اپنا لینے سے انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پسندیدہ بنتا ہے، ان اچھے محاسن یعنی (اچھے اخلاق و اعمال) کی وجہ سے اسلام ہی "دینِ الحسن والجمال" ہے۔ کیونکہ بقول قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ "اسلام ہی حسن کا ایک بلند درجہ تجویز کرتا ہے، اور جمال کو بہترین صنعِ ربانی قرار دیتا ہے۔ اسلام کی لغت میں یہ جہاں سر تا پا حسن کا پیکر ہے اور عالم کی ہر شے آئینہ دارِ جمال ہے"۔

کرہ زمین جس پر انسان آباد ہے، اس کے جملہ اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی زینت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :**انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم احسن عملا**)(یعنی زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کے لیے زینت بنایا ہے تا کہ ہم ان کو آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے اعمال والا ہے)۔ معلوم ہوا کہ زمین پر جو کچھ ہے وہ سب زمین کی زینت اور زیور ہیں۔ ان ہی خوبصورتیوں اور رعنائیوں سے زمین پر حسن و جمال کی ایک تصویر بنتی ہے۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ لکھتے ہیں کہ آیت بالا میں صفت ربانی کے حسن و جمال کے بیان کے بعد ایک تقابل بھی موجود ہے اور وہ بندہ کا حسنِ عمل ہے[31]۔

مزید بر آں وہ قدرت ربانی جس نے خود انسان کو صاحب الجمال پیدا کیا، جس نے ہر شے کو حسن و زینت کا خزینہ دار بنایا، اُس کا یہ حق نہیں وہ انسان سے بھی احسن اعمال کی توقع کرے ہاں ضرور ہے۔

"نیز یہ امر بھی نہایت ہی لازم و مطلوب ہے، جب انسان بہترین جمال والا ہے اور جس کائنات میں رہتا ہے وہ بھی سراپا حسن و جمال ہے، تو پھر انسان کا احسن اعمال کی کوشش نہ کرنا اور دنیاوی حسن اور اخروی حسن کا طالب نہ ہونا، اُس کی عقل و فہم سے بہت بعید ہے"

انسان کو زمین و کائنات الٰہیہ میں غور و فکر کرے کہ جب کائنات حسن و نظم و ترتیب کے لحاظ سے اتنی منظم و مرتب، مزین اور حسین و جمیل ہے، تو اس کا صانع و خالق کتنا ہی حسین و جمیل ہو گا۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کلی طور پر تمام فضیلت و شرف حیا و جلال و عظمت و کمال، علم و قوت، حسن و جمال اور جملہ صفات کا مالک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

---

[28] عثمانی، محمد شفیع۔ *معارف القرآن*۔ کراچی: ادارۃ المعارف، جلد 8، سورۃ ق، آیات 6– کی تفسیر 11۔

[29] **القرآن الکریم—سورۃ ابراہیم، آیت نمبر 7(14:7)**

[30] القرآن الکریم—سورۃ النساء، آیت نمبر 147(4:147)

[31] منصور پوری، قاضی محمد سلیمان۔ *رحمۃ للعالمین*۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ،

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نے جس جس انسان کو احسن تقویم کا مقام عطا کیا ہے، اسے احسن اعمال کی بجا آوری کا خواہاں ہے، جس سے اس کی معرفت کا حق ادا ہو سکے۔ قرآنِ حکیم کی تعلیمات کا ماحصل یہ ہے، کہ کائنات میں جو کچھ موجود ہے، حسن و جمال دائمی نہیں، بلکہ عارضی اور فانی ہے، صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی ہے۔ انسان بھی کائنات میں موجود دوسری مخلوق کی طرح فانی ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر اس دارِ فانی میں جو اچھے یعنی حسن و جمیل اعمال اس سے سرزد ہوئے ہیں، وہ باقی رہنے والے ہیں۔ اور ان کا اچھا بدلہ رحیم القدیر کے جمع خانے میں دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی کے اعمالِ صالحہ کو ضائع نہیں کرتا۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت و بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، پر لازم ہے کہ وہ معرفتِ الٰہی اور حسنِ عمل کے حصول کے لئے مظاہرِ کائنات پر غور و فکر کی عادت اپنائے، جس کے لئے علم، یکسوئی، ذکر اور غور و فکر لازم و ملزوم ہیں۔ جس ضمن میں انصاری تحریر کرتے ہیں" : کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جتنی بھی خوبصورت چیزیں پیدا کیں پس مثلاً آسمان میں سورج، چاند، ستارے، شفق، بادل، بارش، قوس و قزح اور زمین پر سمندر، دریا، چشمے، آبشار، سبزہ، پھول، پودے، رنگ برنگے جانور، چرند پرند، طرح طرح کے خوبصورت پتھر، جواہرات، دھاتیں وغیرہ، ان سب کو غور اور دلچسپی سے دیکھنے کی عادت ڈالو۔ اور یہاں تک دیکھو کہ ان میں جو حسن، نزاکت اور دلکشی ہے، اس کا احساس پیدا ہو جائے۔ جب یہ بات حاصل ہو جائے تو ان کے بنانے والے کا خیال کرو، کہ وہ کتنا حسین اور صانع ہو گا۔ یہ انتہائی حسنِ قدر رفتہ رفتہ بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ جس چیز کا نظارہ کر رہے ہو، خود اس کی موجودگی کا احساس ہوتا جائے گا اور ایک ایسی ہستی کا احساس پیدا ہو گا جو خود موجود تو ہے مگر دکھائی نہیں دیتی۔

انسان کو چاہئے کہ اس مقصد کے حصول کی خاطر اپنی سیرت و کردار کی تعمیر میں اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ جملہ صالحہ صلاحیتوں کو بروئے کار لائے، اور جملہ اعمالِ صالحہ کا خوگر بن جائے اور تمام تر اعمالِ سیئہ سے اجتناب اور گریز کرتے ہوئے ہر عمل میں اخلاص، حسن، اور اسوہ رسول کو اپنائے۔ فرائض کی پابندی، نوافل، ذکر و اذکار، درود شریف، صلہ رحمی، محبت، ایثار، رواداری، اور جملہ اعمال خیر کا عادی ہو۔

ظلم و زیادتی، ناانصافی، جھوٹ، فریب، ریاکاری، عیاری، دغابازی، خیانت، حسد، غیبت، بہتان، زنا، قتل و غارت، چوری، ڈکیتی وغیرہ سے توبہ کرے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ، قرآن اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کی محبت سے سرشار ہو اور قرآن اسوہ رسول ﷺ کو اپنا رہنما بنائے۔ تاکہ حسنِ عمل اور حسنِ خلق کا پیکر بن سکے۔ معرفتِ الٰہی کا مظہر ہے، جو عین مطلوب و مقصود ہے۔

حاصل بحث یہ کہ انسان جس کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی یعنی اطاعت کے لئے کی ہے، پر لازم ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ کائنات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں موجود مظاہرِ قدرت کے حسن و جمال، حسنِ ترتیب و تناسب اور اوصاف پر یکسو ہو کر اور عمیق مشاہدہ میں بار بار غور و فکر سے معرفت الٰہی حاصل کرے اور حسنِ عمل پر کاربند ہوتے ہوئے اپنے مقصد کو پالے۔